رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو۲ پیسے

جلد ۲۳ | مورخہ ۱۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۴ھ | یوم چہارشنبہ | مطابق ۱۲ فروری سنہ ۱۹۳۶ء | نمبر ۱۸۷

حکومتِ پنجاب کی طرف سے مسٹر مظہر علی کے الزام کی تردید

حال میں احرار کے نمائندہ مسٹر مظہر علی نے سر فیروز خان صاحب نون وزیرِ تعلیم حکومتِ پنجاب پر جو یہ الزام لگایا تھا۔ کہ

"سر فیروز خان صاحب خفیہ طور پر کئی مسلمانوں سے کہتے رہے ہیں۔ کہ سول نافرمانی ہو۔ تو مسجد مل سکتی ہے"

اس کی تردید میں گورنمنٹ آف پنجاب نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ اس الزام کے متعلق ہم نے حکومت سے جو عموماً احرار کے بارہ میں خاموشی کی پالیسی اختیار کرنے کی عادی ہے۔ اور حسبِ معمول اس موقعہ پر بھی خاموش تھی۔ مطالبہ کیا تھا۔ کہ اگر وہ اس الزام کو غلط سمجھتی ہے تو جس شخص نے حکومت کے ایک ذمہ دار وزیر کا نام لے کر اس کے خلاف ایسا سنگین الزام لگایا ہے۔ اسے عبرتناک طور پر گرفت کرے۔ لیکن اگر الزام درست ہے۔ تو پھر حکومت ایک وزارت کا قلمدان ایسے شخص کے قبضہ میں کیونکر رکھ سکتی ہے۔ جو حکومت کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے کی تحریک کر کے حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرے۔ مگر حکومت نے صرف الفاظ کے ذریعہ تردید ہی کافی سمجھی ہے۔ اور سارا زور مسٹر مظہر علی کو جھوٹا دروغ گو۔ غلط بیانیاں کرنے والا قرار دے کر اس کے عائد کردہ الزامات کو بے بنیاد اور صداقت سے معرا ٹھہرایا ہے۔

اگرچہ ایک ایسے شخص کی ذات پر اس سے بھی بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ جو حضرت مولانا کہلاتا۔ جو مسلمانوں کی مذہبی راہ نمائی کا دم بھرتا۔ جو آٹھ کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا ادعا کرنے والی احراری ٹولی کا جنرل سکرٹری بنا پھرتا۔ اور جو صداقت کی خاطر اپنی جان ہتھیلی پر لئے پھرنے کا مدعی ہے۔ علاوہ ازیں حکومت کو بھی یہ اندازہ لگانے کا موقعہ مل گیا ہے۔ کہ جس مجلس احرار کا جنرل سکرٹری اس قدر جھوٹا اور دروغگو ہے۔ اس کے ارکان اور دوسرے گگے بندھوں کی کیا حالت ہوگی۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اتنے بڑے سنگین الزام کے متعلق حکومت نے جو کارروائی کی ہے۔ اور جو صرف یہ ہے۔ کہ تردیدی اعلان کر دیا گیا ہے کیا وہ کافی ہے۔ اسے کافی سمجھ لیا جاتا۔ اگر الزام لگانے والا اس کی وجہ سے اپنی غلط بیانی کا اعتراف کر کے ندامت کا اظہار کر دیتا۔ لیکن غلط بیانی کا اعتراف اور ندامت کا اظہار تو الگ رہا۔ ترجمانِ احرار بڑے زور شور سے اعلان کر چکا ہے۔ کہ مسٹر مظہر علی سرکاری اعلان کی تردید میں اپنا بیان شائع کرے گا۔ جیسا کہ وہ سر فیروز خان صاحب نون کے تردیدی اعلان کے جواب میں شائع کر چکا ہے۔ اور جس کے بعد حکومت کو اپنا اعلان کرنا پڑا۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب سر فیروز خان صاحب نون کے اعلان کی تردید کرتے ہوئے مسٹر مظہر علی اپنے الزام پر مصر رہا۔ اور حکومت کو اپنی طرف سے اعلان شائع کرنا پڑا۔ تو حکومت کے اعلان کے بعد بھی اگر مسٹر مظہر علی اپنی بات پر اصرار کرے۔ اور اپنی غلط بیانی واپس نہ لے۔ تو حکومت کیا کرے گی۔ اس کا فرض ہے کہ یا تو اخلاقی طور پر مسٹر مظہر علی سے اس بات کا اقرار کرا لے۔ کہ اس نے جو الزام سر فیروز خاں صاحب پر لگایا ہے۔ اس کے غلط ہونے کا اسے اعتراف ہے۔ یا پھر قانونی طور پر اس کے لئے مجبور کرے۔ ورنہ محض الفاظ کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ جبکہ ان کے خلاف ویسے ہی بلکہ ان سے زیادہ سخت الفاظ جوابی طور پر پیش کئے جا رہے ہوں۔ جب حکومت جانتی ہے۔ کہ اس کے ایک ذمہ دار رکن پر مسٹر مظہر علی نے جو الزام لگایا ہے۔ وہ سراسر غلط ہے۔ اور اسے یہ بھی پتہ لگ گیا ہے۔ کہ الزام لگانے والا اسے دہرانے سے باز نہیں آتا۔ بلکہ پورے زور کے ساتھ اس کی صحت پر مصر ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ قانون کی طرف رجوع نہ کرے۔ جب کسی معمولی سرکاری افسر کے لئے حکومت ضروری سمجھتی ہے۔ کہ اس کے خلاف اگر کوئی جھوٹا۔ اور اس کی پوزیشن کی ہتک کرنے والا الزام لگائے۔ تو وہ بذریعہ قانون اس کا ازالہ کرائے۔ اور حکومت اس کے لئے انتظام کرے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ خود حکومت کے ایک وزیر پر ایسا سنگین الزام لگایا جائے۔ جو براہ راست حکومت کی جڑ پر حملہ ہے۔ اور پھر الزام لگانے والے کو اس کے درست ہونے پر اصرار ہو۔ لیکن اس کے مقابلہ میں حکومت سوائے اس کے کچھ نہ کر سکے۔ کہ چند سطری اعلان شائع کر کے خاموش ہو جائے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب اور احرار

پچھلے دنوں احرار کے ترجمان میں ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھا گیا۔ لیکن جب لیڈرانِ احرار نے دیکھا کہ اس کا نتیجہ ان کی توقع کے خلاف نکلنے لگا۔ تو جھٹ اعلان کر دیا۔ کہ وہ غلطی سے درج ہو گیا حال میں مولوی ثناء اللہ صاحب پر جب چوٹیں کی گئیں اور ان کے خلاف مولوی صاحب نے واویلا کیا۔ اور لکھا۔ کہ "جب تک مجاہد کے منتظم اس مصنوعی خوابیدہ اور اس کے افترائی مضمون سے بیزاری کا اعلان نہ کریں گے ہم مجبور ہیں۔ کہ اس مضمون میں ان سب کو شریک جانیں"۔ تو چودھری افضل حق نے بقلم خود اعلان کر دیا۔ کہ وہ مضمون عملۂ ادارت کے بعض ارکان کی غلطی سے شائع ہو گیا۔ اتنا سا لکھ دینے پر اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کی اشک شوئی ہو جائے۔ تو احرار کا کیا بگڑتا ہے مگر [illegible]

نیشنل لیگ قادیان کا ایک اجلاس عام

مقامی پولیس کی صریح ناانصافی عملہ ڈاکخانہ قادیان کی ایذا رسانی

اور

جناب چوہدری اسداللہ خان صاحب پر قاتلانہ حملہ کی مذمت کی قراردادیں

قادیان ۹ فروری۔ بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں مقامی نیشنل لیگ کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب شیخ بشیر احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی ایڈووکیٹ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور منعقد ہوا۔

جناب شیخ بشیر احمد صاحب کی تقریر

جناب شیخ صاحب نے اپنی تقریر میں احرار کی فتنہ پردازی اور شرمناک بدزبانی اور فحش گوئی کا جو انہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف اختیار کر رکھی ہے۔ ذکر کرتے ہوئے پنجاب کے بعض حکام کے غیر منصفانہ رویہ پر تبصرہ کیا۔ اور کہا کہ احرار کے گندے لٹریچر اور ان کے مکروہ اور جھوٹے پروپیگنڈا کو روکنے کے لئے حکومت کے پاس ایسی دفعات موجود ہیں۔ جن سے امن شکن حرکات کا سدباب ہو سکتا ہے۔ لیکن کوئی توجہ نہیں کی جا رہی۔ شہید گنج ایجی ٹیشن کے وقت تو گورنمنٹ نے مبلغ دالوں کو احرار کی غداریوں کا پردہ چاک کرنے سے روک دیا تھا۔ اور اس کا اقرار اسے پنجاب کونسل میں کرنا پڑا ہے لیکن جماعت احمدیہ کے خلاف ایک عرصہ سے احرار جو دل آزار لٹریچر شائع کر رہے ہیں اسے روکنے کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی حرکت میں نہیں آتی۔ گورنمنٹ کے اس رویہ کے پیش نظر ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں۔ کہ اس کے بعض حکام کو اپنی ذمہ داری کا قطعاً احساس نہیں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم مظلوم ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ ہم حکومت کے وفادار ہیں۔ باایں ہمہ ہمارے متعلق عدل اور انصاف سے کام نہیں لے رہے۔

احرار کی روز افزوں شرارتوں اور حکام کی ان کے متعلق غفلت کا ذکر کرتے ہوئے جناب شیخ صاحب نے جب یہ بیان کیا۔ کہ حال ہی جناب چوہدری اسداللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا ایم۔ ایل۔ سی۔ قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کور پر دہلی جاتے ہوئے گاڑی میں کسی نے قاتلانہ حملہ کیا۔ تو مجمع میں سناٹا چھا گیا۔ آپ نے بیان کیا۔ چوہدری صاحب اپنے برادر معظم جناب چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے دہلی جا رہے تھے۔ اور سیکنڈ کلاس کی سیٹ پر سوئے ہوئے تھے۔ کہ کسی بدباطن نے ان پر چھری سے حملہ کیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے انہیں بال بال بچا لیا۔ کیونکہ جس طرف حملہ کیا گیا تھا۔ ادھر ان کا سر نہیں بلکہ ٹانگیں تھیں۔ اور چھری دونوں ٹانگوں کے درمیان کی خالی جگہ میں گر گئی۔ یہ سب شرارتیں احرار کر رہے ہیں۔ اور اس لئے کر رہے ہیں۔ کہ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

اس کے بعد آپ نے نیشنل لیگ کے ممبروں کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ آئے دن مذہبی پیشواؤں کے خلاف دل آزار لٹریچر شائع ہوتا رہتا ہے۔ یہ ایک لعنت ہے جس میں ہندوستان مبتلا ہے۔ ہمارا اولین فرض یہ ہے۔ کہ ہم اس لعنت کو اپنے ملک سے دور کریں۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی مسلمان غیر مسلم اقوام کے پیشواؤں میں سے کسی کی ہتک کرے گا۔ تو جماعت احمدیہ اس مسلمان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے گی۔ اور غیر مسلم قوم کے ساتھ جن کے پیشوا کی تذلیل کی جائے گی ہمدردی کرے گی

آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم حکومت اور رعایا کے تعلقات کو خوشگوار بنائیں۔ اگر رعایا کسی امر میں غلطی کرے گی۔ تو ہم اس کو اس کی غلطی پر آگاہ کریں گے۔ اگر حکومت غلطی کرے گی۔ تو ہم اسے بھی اس کی غلطی سے آگاہ کریں گے۔ اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ جب تک کہ ہم اس گندے لٹریچر کو جو ملک کے امن کو برباد کر رہا ہے۔ اور ہمارے ملک کے لئے لعنت ہے دور نہ کر لیں۔ اور حکومت اور رعایا کے تعلقات کو خوشگوار نہ بنا لیں۔

پہلی قرارداد

اس کے بعد حسب ذیل قرارداد الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے پیش کی۔ جو اتفاق رائے سے پاس ہوئی۔

یہ جلسہ ڈاکخانہ قادیان کی متواتر بدسلوکیوں اور بے ضابطگیوں کے خلاف جن کی تازہ مثال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دفتر ڈاک کی ایسی چٹھیوں اور تاروں پر دوگنا محصول لگانا ہے۔ جو ایک دفعہ ڈاک میں سے گزر کر اصل مقصد کو پورا کر چکنے کے بعد بذریعہ پارسل دفتر کو بغرض تعمیل شدہ بھیجی گئی تھیں۔ اور جو خط کی تعریف میں نہیں آسکتی تھیں صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور ڈاکخانہ کی اس قسم کی بدعنوانیوں پر اظہار نفرت کرتا ہوا افسران بالا سے پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ نظارت امور عامہ کی پیش کردہ شکایات پر فوراً توجہ کرتے ہوئے حالات کو سلجھانے اور شکایات کے ازالہ کا انتظام کریں۔ اور قصوروار ملازمین ڈاکخانہ کو قرار واقعی سزا دیں۔

دوسری قرارداد

اس کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ وہ افسر جنہوں نے ہمارے آدمیوں کو خود حفاظتی کے جرم میں ماخوذ کیا ہے ان کا رویہ غیر منصفانہ ہے۔ کیونکہ دنیا کی کسی حکومت میں ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی بدمعاش کسی پر حملہ کرے لیکن جب گھر کا مالک اس کو شرارت کی وجہ سے گھر میں گھسنے نہ دے۔ تو حکومت اس بدمعاش کے ساتھ ہی دوسرے شخص کو بھی گرفتار کرے۔ مگر قادیان میں ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا۔ جو بالاتفاق آراء پاس ہوا۔

نیشنل لیگ کا یہ جلسہ عام حکام پولیس کے اس رویہ کے خلاف جو انہوں نے دو احمدیوں کو بلاوجہ گرفتار کرنے میں اختیار کیا۔ سخت احتجاج اور پرزور پروٹسٹ کرتا ہوا حکام بالا کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اس قسم کی کارروائیوں کے انسداد کے لئے فوری تدابیر اختیار کریں۔ اور ایسے افسران کو مجبور کریں۔ کہ وہ اس قسم کی صریح ناانصافیوں سے باز رہ کر برطانوی عدل و انصاف کی شاندار روایات کو ملیامیٹ نہ کریں۔ اور پرامن وفادار لوگوں کے دلوں میں حکومت کے خلاف منافرت اور بددلی کے جذبات پیدا کرنے سے احتراز کریں۔

تیسری قرارداد

اس کے بعد شیخ محمود احمد صاحب عرفانی صدر نیشنل لیگ قادیان نے چوہدری اسداللہ خان صاحب بار ایٹ لاء ایم۔ ایل۔ سی قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کور پر اس قاتلانہ حملہ کا جو ۳۱ جنوری کی شب کو جب کہ وہ دہلی تشریف لے جا رہے تھے کیا گیا ذکر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا۔ جو بالاتفاق آراء پاس کیا گیا

نیشنل لیگ قادیان کا یہ اجلاس جناب چوہدری اسداللہ خان صاحب قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کور پر جو قاتلانہ حملہ ۳۱ جنوری کی شب کو جبکہ وہ دہلی تشریف لے جا رہے تھے کیا گیا۔ اس کی سخت مذمت کرتا ہے۔ یہ حملہ اپنے اندر حد درجہ کی بربریت اور کمینگی رکھتا ہے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ اس قسم کے حملوں کی تہ میں احرار کا وہ ناپاک اور گندا پروپیگنڈا کام کر رہا ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے خلاف ان کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ اس لئے یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ان ظالمانہ اور وحشیانہ افعال کی ذمہ داری احرار کے ان لیڈروں پر ڈالے۔ جو عرصہ دو سال سے مفسدانہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ نیز یہ اجلاس چوہدری اسداللہ خان صاحب قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کور کی خدمت میں بدباطن حملہ آور کے حملہ سے بفضل ایزدی محفوظ رہنے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

اس کے بعد جلسہ پونے گیارہ بجے دعا پر ختم ہوا۔

احاطہ ریتی چھلہ کا مقدمہ

گورداسپور ۱۰ فروری۔ ریتی چھلہ کے احاطہ کے دروازے کھول دینے کے متعلق مجسٹریٹ صاحب علاقہ نے جو حکم دیا تھا۔ اس کی نگرانی کے لئے مسٹر کھوسلا سشن جج صاحب گورداسپور کی عدالت میں جو درخواست دی گئی تھی۔ وہ آج پیش ہوئی۔ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ اور مرزا عبدالحق صاحب

موجودہ عملۂ ڈاکخانہ قادیان کا احمدی پبلک کے خلاف سخت قابل اعتراض رویہ

جب سے ڈاکخانہ قادیان میں موجودہ سب پوسٹ ماسٹر اور اس کا ایسا عملہ لگایا گیا ہے۔ جو کھلم کھلا احرار سے تعلقات رکھتا ہے۔ اور ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہوا ہے۔ اس وقت سے احمدی پبلک کو سخت تنگ کیا جا رہا۔ اور کئی رنگ میں نقصان پہونچایا جا رہا ہے۔ جس کی طرف افسران ڈاکخانہ کو بار بار توجہ دلائی جا چکی ہے۔ مگر کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے عملۂ ڈاکخانہ اور زیادہ دلیر ہوتا جا رہا۔ اور احمدی پبلک کے لئے بے حد تکلیف کا باعث بن رہا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب ڈاکخانہ قادیان کا ۹۹ فیصدی کاروبار احمدی پبلک پر منحصر ہے۔ اور محکمہ ڈاک ایک تجارتی محکمہ ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ موجودہ عملۂ ڈاکخانہ کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے۔ کہ احمدی پبلک کے ساتھ بدترین سلوک کرے اور اسے تنگ کرنے میں روز بروز بڑھتا جائے۔ حتیٰ کہ ایک طرف احرار کو ہر طرح موقعہ دے۔ کہ وہ ہمارے متعلق جو بات چاہیں۔ ڈاکخانہ سے بآسانی معلوم کر سکیں۔ اور دوسری طرف ہمارے خلاف کھلم کھلا معاندانہ بلکہ غیر شریفانہ رویہ اختیار کیا جائے۔ اور اسے بطور کارنامہ احرار کے اخبارات تک پہونچا کر داد حاصل کی جائے جیسا کہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہے:-

یکم فروری کے اخبار "احسان" میں لکھا ہے۔ کہ:-

"۲۹ جنوری گورداسپور کے سب پوسٹماسٹر صاحب کے صاحبزادے اور ان کے رفیق کار شائد کسی سب انسپکٹر پولیس کے صاحبزادے تھے۔ ڈاکخانہ قادیان کے باہر بیٹھے ہوئے دوربین لگائے کسی چیز کو دیکھ رہے تھے۔ کہ ایک مرزائی روشن الدین مشین والا جو ڈاکخانہ کے قریب رہتا ہے۔ سب پوسٹ ماسٹر صاحب سے شکایت کرنے لگا۔ جناب ان کو بند کر دیجئے۔ شائد یہ ہماری عورتوں کو دوربین سے دیکھ رہے ہیں۔ ہماری غیرت گوارا نہیں کرتی۔ سب پوسٹ ماسٹر صاحب نے کہا۔ کہ آپ کو کس طرح پتہ ہے۔ کہ یہ عورتوں کو دیکھ رہے ہیں۔ روشن دین نے کہا۔ کہ عورتوں کے سوا قادیان میں اور چیز دیکھنے کے قابل کونسی ہے۔ سب پوسٹ ماسٹر صاحب حیران ہو گئے۔ اور ان مہمانوں سے کہا۔ کہ حضرات آنکھیں بند کر لیجئے۔ یہ آپ کی شکایت کرتے ہیں"۔

سب پوسٹ ماسٹر کی اس طرز گفتگو۔ اور پھر احرار تک اسے پہونچانے اور شائع کرانے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ایک پبلک سرونٹ کا قادیان کی احمدی پبلک کے متعلق کیسا نامعقول اور کس قدر افسوسناک رویہ ہے۔ اور یہ تو وہ بات ہے۔ جو احرار کے ذریعہ بڑی حد تک مسخ شدہ شکل میں سامنے آئی۔ ورنہ اس ذہنیت کا آدمی۔ اور اس کا ماتحت عملہ جو سلوک احمدی پبلک سے کر رہا ہے۔ وہ قطعاً ناقابل برداشت ہے۔

اس کے مقابلہ میں ادنٰے ترین احراری جنہیں کبھی ایک کارڈ ڈالنے کا بھی شائد ہی موقعہ ملتا ہو۔ جس طرح عملۂ ڈاکخانہ پر چھائے ہوئے ہیں۔ اس کے ثبوت میں تازہ واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ کہ ۷۔ فروری کو سشن جج گورداسپور کے اس فیصلہ کے متعلق جو انہوں نے مجسٹریٹ علاقہ کے حکم کو معطل کرتے ہوئے دیا۔ جب بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی۔ تو حمید احراری ڈاکخانہ میں پہونچا۔ اور ایک کلرک کو اشارہ سے باہر بلا کر اسے کہنے لگا۔ کہ مرزائیوں نے جو درخواست دی ہوئی تھی۔ اس کے متعلق کیا حکم آیا ہے۔ کلرک نے کہا۔ دروازوں کی دیواریں گرانے کے حکم کو معطل کیا گیا ہے۔ یہ سنکر حمید نے بازار میں آکر شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ مرزائی رتی چھلہ کی دیواروں کے متعلق جو کہتے ہیں۔ وہ بالکل جھوٹ ہے۔ اس واقعہ کے چشم دید گواہ موجود ہیں۔

اسی سلسلہ میں خواہ مخواہ تنگ کرنے۔ اور تکلیف دینے کی بھی ایک مثال پیش کی جاتی ہے

موجودہ پوسٹ ماسٹر نے سالہا سال کے طریق عمل۔ اور تمام اخبارات کے طریق عمل کے خلاف یہ حکم نافذ کر دیا۔ کہ منیجر "الفضل" بذات خود روزانہ اخبار کے چندے ڈاکخانہ میں لے کر آئے۔ ورنہ اخبار نہیں لیا جائے گا۔ پوسٹل گائیڈ کے کسی قاعدہ کا یہ نیا مفہوم سب پوسٹ ماسٹر کے ذہن میں محض اس لئے آیا۔ کہ منیجر "الفضل" کو تنگ کرنے کی صورت پیدا کی جائے۔ لیکن جب اس کا معقول جواب دے دیا گیا۔ تو پھر سب پوسٹماسٹر کے لئے سوائے خاموشی کے چارہ نہ رہا۔

یہ چند ایک مثالیں پیش کر کے ہم افسرانِ محکمہ ڈاک سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کا منشا اگر یہ ہے۔ کہ ڈاکخانہ کا عملہ احمدی پبلک کو تکلیف دینے اور مشکلات میں مبتلا کرنے میں لگا ہے۔ تو خیر۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ اس بگڑی ہوئی ذہنیت کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اور ان شکایات کا تدارک نہیں کیا جاتا۔ جو ہمارے لئے سخت تکلیف اور نقصان کا موجب ہو رہی ہیں۔ اور جن میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینے کی لغویت

ڈاکٹر اقبال اور مرزا ظفر علی ایسے لوگوں نے اپنے ذاتی اغراض کی خاطر جس شدومد کے ساتھ جماعت احمدیہ کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینے۔ اور اس طرح مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسے سمجھدار مسلمانوں نے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اور پنڈت جواہر لال نہرو ایسے سیاسی لیڈر نے بھی اس پر کڑی نکتہ چینی کی ہے انکے جواب میں ڈاکٹر اقبال نے ایک مضمون "اسلام اور احمد ازم" لکھا ہے۔ جس میں نہایت ہی مضحکہ خیز طرز استدلال اختیار کیا ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں ایک اہل الرائے مسلمان کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے:-

کچھ عرصہ سے قدامت پسند مسلمانوں کے ایک طبقہ کو یہ ذہنی خدشہ پیدا ہو رہا ہے کہ احمدیہ جماعت اور اس کی سرگرمیاں استحکامِ اسلام کے خلاف ہیں۔ اور اس کے مستقبل کے لئے خطرہ کا باعث۔ اس ذہنیت کی ظاہری ہیئت ہم نے احرار کی طول طویل ایجی ٹیشن اور ڈاکٹر سر اقبال اور سر مرزا ظفر علی ایسے مشہور اشخاص کے ان بیانات میں جو انہوں نے شائع کئے۔ دیکھی ہے۔ لیکن ان باتوں کا نتیجہ شدید انتشار کے سوا اور کچھ نہیں نکلا۔

اس تمام صورتِ حالات کا صحیح صحیح مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ اگر یہی طریق عمل جاری رہا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اسلامی صفوں میں اور زیادہ انتشار پیدا ہوتا چلا جائے گا۔ اور اغیار اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو غلط رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے احمدی اسلام کے بنیادی عقائد کو مانتے۔ اور ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔ حکومت وقت سے ان کی وفاداری صحیح اور قرآنی احکام کے عین مطابق ہے۔ انہوں نے قادیان کو کعبہ سے کبھی فوقیت نہیں دی۔ قادیان ان کا ایک مرکزی مقام ہے۔ جہاں سے ان کی تبلیغی سرگرمیاں دنیا کے کناروں تک پہونچتی ہیں۔ احمدی نیک لوگ ہیں۔ جماعت کا امام جس کے ساتھ جماعت کو کامل محبت اور عقیدت ہے۔ ایک ناقابل التسخیر عزم۔ فوق العادت ہمت۔ اور واضح خیالات رکھنے والی شخصیت ہے۔ ان کے دل میں اس مقصد کے حصول کے لئے جو ان کے پیش نظر ہے۔ ایک آگ شعلہ زن ہے۔ اور ہم نے دیکھا ہے۔ کہ کس معجزانہ طریق سے انہوں نے آنِ واحد میں معمولی انسانوں کو بہادر اور جری سپاہیوں کی شکل میں تبدیل کر دیا ہے۔ کیا یہ بات قرین عقل و دانش ہے۔ کہ ہم قوم کے اس اہم حصہ کو کافر قرار دے کر الگ کر دیں۔ استحکامِ اسلام کا ہمارے دل میں غلط طریق سما گیا ہے۔ آج سے تیرہ سو سال قبل اسلام کی بنیادیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت مضبوطی سے قائم کی تھیں۔ آپ کے بعد بہت جلد ایک عظیم الشان ٹھوس اور پائدار قصر اسلامی تیار ہو گیا۔ لیکن یہ ایک عام اصول ہے۔ کہ جو چیز اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہتی۔ وہ خود بخود تباہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے عقائد نہیں۔ بلکہ وہ خیال جو ہمارے دلوں میں سما چکا ہے۔ اسلام میں موجودہ انتشار کا اصل ذمہ دار ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ اور موجودہ عقائد

مولوی محمد علی صاحب لاہوری سے جب کبھی ان کے سابقہ عقیدہ کے متعلق تذکرہ بصورت استفسار کیا جاتا۔ تو اس کا بجز اس کے اور کوئی جواب نہیں ملتا تھا۔ کہ مرزا صاحب کے متعلق جو ہمارا سابقہ عقیدہ تھا وہی اب بھی ہے۔ اپنے سابقہ اور موجودہ عقیدہ کی تطبیق کے لئے مولانا مذکور کو کئی رسالے اور کئی اشتہار تحریر کرنے پڑے۔ اور ہر رسالہ میں اپنے سابقہ عقیدہ کو موجودہ عقیدے کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ اہل دانش سے خواہ وہ کسی فرقہ اسلام سے تعلق رکھتے ہوں یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔ پھر اس کے متعلق مسلمانوں نے عموماً جماعت قادیان نے خصوصاً جو احتجاج کیا۔ وہ بھی کسی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ مگر باوجود اس کے مولوی محمد علی صاحب برابر اسی خیال کی اشاعت میں ہمہ تن معروف رہے۔ کہ میرا عقیدہ مرزا صاحب کے متعلق شروع سے ایک ہی ہے۔

لیکن یہ طلسم آخر مولانا احمد علی لاہوری کے ہاتھوں ٹوٹا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور نے ان کے سوالات کے جوابات کو پیغام صلح مجریہ ۳ ؍ فروری میں درج کرتے ہوئے نہایت صاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ کہ میرا سابقہ عقیدہ موجودہ عقیدہ سے مغایر تھا۔ اور ان تمام تاویلات پر پانی پھیر دیا ہے۔ جو اپنے سابقہ عقیدہ کو موجودہ عقیدہ سے تطبیق دینے میں وضع فرمائی تھیں۔

پیغام صلح کی عبارت بعینہٖ ہدیہ ناظرین ہے۔

"سوال ۲ (منجانب مولوی احمد علی لاہوری) کیا آپ کا اعتقاد ان کے (مرزا صاحب کے) متعلق شروع سے لے کر آج تک ایک ہی ہے یا کبھی بدلا۔ اگر ایک ہی ہے تو خیر اگر بدلا ہے تو پہلے کیا تھا اور بدلنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب (منجانب مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور) اگر آپ احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتوے دینا چاہتے ہیں۔ تو جماعت کے مطبوعہ عقائد آپ کے سامنے ہیں۔ تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ان عقائد کی بناء پر جو فتوے چاہیں دیں۔ (رج) اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتوے کا سوال ہے۔ تو ایک کفر کا فتوے جس کو تیس سال کی قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو شائد ہی مفید ثابت ہو۔ بالخصوص اس زمانہ میں جب علامہ سر محمد اقبال جیسے بلند پایہ انسان ہے آج سے چار سال پیشتر مسلمانوں کی ایک کمیٹی کا صدر بنائیں۔ آج اُسے کافر قرار دیں ۔ مرزا محمود احمد صاحب کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے میں سر محمد اقبال پیش پیش تھے۔ اور جس جماعت کو سولہ سترہ سال پیشتر ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ بتائیں۔ اسے آج کافروں کی جماعت قرار دیں۔ مناسب یہ ہے کہ جو کچھ فتوے آپ دیں۔ وہ آج کی تحریرات پر دیں"۔

مولوی محمد علی صاحب کی اس تحریر کو دیکھ ہر عقلمند انسان خوب سمجھ سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے سوال نمبر ۲ کا جواب دیتے ہوئے ایسی صداقت کا اظہار کیا ہے۔ جو وہ ازیں پیشتر بڑے عرصے سے چھپائے بیٹھے تھے۔ حق تو یہ ہے کہ مولوی صاحب واقعی قابل صد مبارکباد ہیں۔ جنہوں نے تمام الجھنوں کو یک قلم دور کر دیا ممکن ہے بعض سطحی نظر کے انسان اس واضح ترین مطلب کو نہ سمجھ سکیں۔ اس لئے تسہیل تفہیم کے لئے مولوی صاحب کی عبارات پر مزید روشنی ڈالی جاتی ہے۔ مولوی صاحب نے سوال کا جواب دیتے ہوئے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اگر کوئی ان کے ہم عقیدہ لوگوں کے متعلق فتوے دینا چاہے۔ تو وہ جماعت احمدیہ لاہور کے مطبوعہ عقائد کی بناء پر فتوے دے۔ تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ وہ تیس سال قبل کی تحریریں آپ کی ذاتیات سے متعلق ہیں یا مذہب سے۔ یعنی وہ تحریریں ذاتی معاملات پر مشتمل ہیں۔ یا امور مذہبی کی آئینہ دار ہیں۔ اگر وہ مذہب کی آئینہ دار ہیں۔ تو چونکہ ان تحریرات سابقہ کو آپ کے موجودہ مطبوعہ عقائد سے کوئی تعلق نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ ضرور بالضرور آپ کی تحریرات سابقہ اور مطبوعہ عقائد جماعت احمدیہ لاہور کے درمیان آپ کے حسب بیان ایک منافرت ہے۔ ورنہ آپ ہرگز اپنی سابق تحریرات کو مستثنیٰ نہ فرماتے۔ یہاں کسی مزید تحقیق و توضیح کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ کہ آپ کا سابقہ عقیدہ کیا تھا کیونکہ سابق عقیدہ وہی تھا۔ جو موجودہ مطبوعہ عقائد جماعت لاہور سے خلاف ہے۔ یعنی یہ کہ مرزا صاحب نبی تھے۔

اس تحریر میں مولوی محمد علی صاحب نے "ذاتی تحریرات" کے الفاظ لکھ کر بتا دیا ہے۔ کہ ان کی ذات اس عقیدہ پر تھی۔ نہ کہ جماعت کی دیکھا دیکھی ان کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ مرزا صاحب نبی ہیں۔ اس "ذاتی" کے لفظ نے ان کے لئے کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ کہ اس کی کوئی بھی تاویل کر سکیں۔

اب مولوی صاحب کے لئے دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اور وہ یہ کہ یا تو وہ بغیر ایچا پیچی کے کہہ دیا کریں۔ کہ واقعی ان کے سابقہ اور موجودہ عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور یہ مقتضائے بشریت ہے۔ یا یہ کہ ان کی ہر تحریر حقیقت سے دور ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ قادیان کی خدمت میں بھی التماس ہے۔ کہ اب امید نہیں۔ کہ مولوی صاحب یا ان کے ہم خیال مولوی صاحب کے الفاظ کی کوئی تاویل کر سکیں۔ اس لئے آپ بھی بار بار مطالبہ کر کے ان کو ملزم نہ گردانیں۔ کیونکہ ہر شخص کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے خیالات کو تبدیل کر سکے۔ ہاں اگر کوئی مابہ النزاع سوال مولوی صاحب سے پوچھنا ہو تو کوئی مولوی احمد علی جیسا انسان تلاش کر لیا کریں۔ مشاہدہ گواہ ہے کہ ادھر مولوی احمد علی مستفسر ہوئے۔ ادھر مولوی محمد علی صاحب نے بلا تاویل اپنے مافی الضمیر کا اظہار فرما دیا۔

آخر میں مولوی احمد علی صاحب لاہوری کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس تیس سالہ جھگڑے کو ختم کر دیا۔

خاکسار۔ خدا بخش جائنٹ سکرٹری انجمن اماء اشاعت راولپنڈی شہر

ایک انعامی چیلنج بنام جمیع مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ

برادران اہل اسلام کو معلوم ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے چودھویں صدی کی ابتدا میں دعوے کیا۔ کہ حضرت مسیح ناصری دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ اور مجھ کو اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کے منصب پر کھڑا کیا ہے۔ اس دعویٰ کی تائید میں آپ نے بکثرت کتب تصنیف کر کے شائع کیں۔ لیکن مخالف علماء اب تک عوام الناس کو یہ کہہ کر دعوے مرزا صاحب کی تصدیق سے روکتے ہیں۔ کہ آنے والا حضرت مسیح ناصری ؑ زندہ بجسد عنصری آسمان پر موجود ہے۔ اس لئے دعوے مدعی غلط ہے چونکہ دعوے حضرت مسیح موعود ؑ کی پہلی سیڑھی وفات مسیح ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا جملہ علماء و فضلاء و گدی نشین پیر صاحبان کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ وہ اس مسئلہ متنازعہ کو حل فرمائیں۔ تاکہ پبلک پر حق الامر روشن ہو جائے۔ خواہ حیات مسیح کے قائل مولوی عبدالعزیز صاحب پروفیسر خالصہ کالج گوجرانوالہ یا ان کے والد بزرگوار یا مولوی غلام نبی صاحب امام مسجد ایمن پوری ہوں۔ یا کوئی اور۔ وہ اپنے جملہ ہم خیالوں سے امداد لے کر ایک مطبوعہ رسالہ اندر میعاد ایک سال شائع فرما دیں۔ جس میں جملہ دلائل وفات مسیح مندرجہ کتب سلسلہ احمدیہ کا جواب معقول اور حیات مسیح ناصری کے دلائل بروئے قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے عقلی و نقلی درج فرمائیں۔ اور اس رسالہ پر تصدیق حلفی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری یا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی بدیں مضمون ثبت کرائی جائے۔ میں اللہ جل شانہ کو حاضر ناظر یقین کر کے حلفاً اقرار کرتا اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ میں نے مرزا صاحب کے جملہ دلائل وفات مسیح کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ مجیب نے قرآن و احادیث صحیحہ اور عقلی و نقلی دلائل سے ان کی مکمل طور پر تردید کر دی ہے۔ اور مرزا صاحب کے دلائل غلط ہیں۔ بمقابل اس کے مصنف رسالہ ہذا کے دلائل حیات مسیح بروئے قرآن مجید و احادیث صحیحہ درست ہیں۔ حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ بجسد عنصری اب تک موجود ہیں۔ اس لئے مرزا صاحب کا دعوے مسیح موعود غلط ہے۔ اگر اس بیان میں اے علیم و خبیر کامل و قادر خدا میں نے عمداً حق پوشی کی ہے۔ اور مرزا صاحب واقعی منجانب اللہ مامور اور مسیح موعود ہیں۔ تو مجھ کو اور میرے اہل و عیال کو عرصہ ایک سال میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید میں تباہ و برباد کر۔ اور ایسے عذاب میں مبتلا کر جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ آمین ثم آمین۔ یہ بیان کم از کم دو روزانہ اخباروں میں شائع کرنا ہوگا۔ ہر دو اخبار مذکور و رسالہ مطبوعہ مصدقہ موصول ہوتے پر مبلغ ۲۰۰ روپیہ انعام بلا عذر حوالہ کر دیا جائیگا۔ اور کوئی عذر نہ ہوگا۔ صرف حق الامر کا اظہار غرض ہے۔ فقط والسلام علی من اتبع الھدیٰ

المشتہر۔ حیات محمد احمدی ولد چوہدری محمد خان قوم جٹ چٹھہ موضع موہن کے ڈاکخانہ خاص۔ تحصیل وزیر آباد

احرار کا فرقہ بندی کی آگ کو ہوا دینے کا تازہ کرشمہ

مولانا مظہر علی صاحب کو مبارک ہو۔ کہ احرار کا شروع کیا ہوا فتنہ ترقی پذیر ہے۔ اور خاص طور پر قابل مبارکباد امر یہ ہے کہ اس میں افزائش و ترقی کی جانب جو قدم اب اٹھا ہے۔ وہ مولانا مظہر علی صاحب کے ہم عقیدہ اور ہم مذہب گروہ کے حوبۂ عمل کا نتیجہ ہے۔ شیعہ بھائیوں کے اخبار "سفینہ" کی تازہ اشاعت میں "بلدیہ لاہور میں شیعہ عنصر کا فقدان" کے زیر عنوان ایک مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا ہے۔ جس کا مفہوم اس شعر سے ظاہر ہے۔ جو مقالہ مذکور کا طراز عنوان ہے یعنی ؎

با دشمناں مسرد کہ بسازم در یں زماں
در دے کہ مے رسد بمن از دوستاں بپرس

مقالہ میں لکھا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کے ملکی نظام میں جو تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ اسکے ضمن میں ہر جماعت اپنی ہستی کے بقاء و استحکام کے لئے سر توڑ کوشش کر رہی ہے لیکن شیعہ غافل ہیں۔ اور سمجھ رہے ہیں۔ کہ مسلمان جب من حیث القوم جدوجہد کر رہے ہیں۔ تو پھر شیعوں کو کیا اندیشہ ہے۔

(۱) بے شک شیعہ مسلمانوں کا جزو ہیں۔ مگر صرف اسی حد تک کہ ہندوستان کے نو کروڑ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کا باعث بنیں۔ اور بس مسلمان ان کی تعداد سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں......مگر شیعوں کو ان کے حقوق سے تمتع اندوز ہونے کا موقع تک نہیں دیا جاتا۔ ان کے ساتھ اچھوتوں سے بدتر سلوک روا رکھا جاتا ہے۔

(۲) شیعہ ہونا مسلمانوں کے نزدیک ایسا جرم اور ناقابل معافی جرم ہے کہ انہیں زندگی کے ہر شعبے میں مسلم اکثریت ناکام بنانے کے لئے کمربستہ رہی ہے۔

(۳) شیعوں کیلئے نہ تو سیاسی میدان میں قسمت آزمائی کا موقع ہے۔ اور نہ مذہبی معاملات میں اطمینان نصیب ہے ان کے لئے پنجاب ایک مصیبت خانہ ہے۔

(۴) مسلم اکثریت کے بے پناہ مظالم بیجا تعصب اور شیعہ دشمنی کی وجہ سے شیعہ ہر روز کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں

(۵) طول و عرض پنجاب میں شیعہ اقلیت کے ساتھ مسلم اکثریت جو ناروا سلوک رکھے ہوئے ہے۔ اس کی داستان بہت طولانی ہے۔

(۶) شیعہ ہمیشہ دوسرے مسلمانوں کے ہم آہنگ رہے ہے۔ انہوں نے اتحاد اسلامی کی خاطر اپنے حقوق نظرانداز کئے۔ مگر اکثریت کا سلوک اسی حال پر قائم ہے۔

(۷) لاہور میں شیعہ بیس پچیس ہزار سے کم نہیں ہونگے۔ مگر اسکے باوجود آج تک کوئی شیعہ انتخاب بلدیہ میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ کیا یہ حالات سنی اکثریت کی مسموم و ماؤف ذہنیت کی صحیح تصویر کشی نہیں کرتے۔

(۸) گزشتہ چند برس میں دو شیعہ حضرات آغا سید امداد علی شاہ اور مولانا مظہر علی اظہر انتخابات بلدیہ میں بطور امیدوار کھڑے ہوئے۔ اور ایک ایسے حلقے سے کھڑے ہوتے جہاں شیعوں کی آبادی شہر کے دیگر حصص سے بہت زیادہ ہے۔ مگر چونکہ اس علاقہ میں بھی غیر شیعہ مسلمان شیعوں سے تعداد میں تین گنا زیادہ ہیں۔ اس لئے شیعہ امیدوار بُری طرح ناکام رہے۔

(۹) ان دنوں تو آنریبل ڈاکٹر گوکل چند کی عنایت سے ایک شیعہ نامزد رکن آغا غلام حسین خان ریٹائرڈ ای۔ اے سی موجود ہیں۔ مگر آئین نو کے نفاذ کے بعد اگر بلدیات سے نامزدگی کا طریقہ منسوخ کر دیا گیا۔ تو لاہور کے شیعوں کی کیا حالت ہوگی۔

(۱۰) سُنّی اکثریت کی ذہنیت قیامت تک درست نہیں ہوسکتی۔ اس لئے انتخابات میں کسی شیعہ رکن کا منتخب ہونا ایک امر موہوم ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ پنجاب کے شیعوں کو بیدار کرنے کیلئے شیعیان لاہور سب سے پہلے حرکت کریں۔

اسکے بعد طریق عمل پر بحث فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ ہم مسلمانوں سے علیحدگی کے آرزومند نہیں ہیں لیکن مسلمانوں کے اندر رہ کر اپنے حقوق حاصل کریں گے۔

(۱) ہمیں اپنے عمل سے بتا دینا چاہئے۔ کہ ہم اپنے حقوق اکثریت سے لیکر دم لینگے۔ خواہ اس میں ہمیں مالی و جانی قربانیاں ہی کیوں نہ دینی پڑیں۔

(۲) اگر سکھ گوردوارہ کیلئے مورچہ لگا سکتے ہیں۔ اور مسلمان مسجد شہید گنج کے لئے سینوں میں گولیاں کھا سکتے ہیں تو کیا شیعہ اپنے حقوق کے لئے کوئی قربانی نہیں دے سکتے

(۳) آئندہ انتخابات بلدیہ میں ابھی بہت مدت باقی ہے اس لئے اس عرصہ میں شیعوں کو سر توڑ کوشش کرنا چاہئے۔ خواہ اس کے لئے حکومت کے پاس جانا پڑے یا کسی دوسری طاقت کی امداد و اعانت حاصل کرنے کی ضرورت لاحق ہو۔

(۴) اس بات کا خدشہ نہیں کرنا چاہئے۔ کہ اس آپس کی چپقلش سے دوسروں کے لئے سامان تضحیک بہم پہنچے گا۔ کیونکہ ہماری اس تحریک سے مسلمانوں کو بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی صدمہ پہنچے۔ تو اس کی ذمہ واری ہم پر عائد نہیں ہوسکتی۔ اس کی ذمہ وار مسلم اکثریت ہوگی۔

یہ طویل اقتباسات ہم نے اس لئے پیش کئے ہیں کہ مولانا مظہر علی صاحب مع کے ساتھ اپنے ہم عقیدہ بھائیوں کی طرز و روش کا پورا جائزہ لے سکیں۔ اور یہ سوچنے کی "توفیق" پا سکیں۔ کہ فرقہ بندی کی جس آگ کو وہ چند برس سے ہوا دے رہے ہیں۔ اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ اور اس کا نتیجہ کیا نکلنے والا ہے۔ کیا مولانا مظہر علی صاحب اور انکے زیادہ تر ہم عقیدہ اصحاب ہمیشہ مخلوط انتخاب کے لئے پیش پیش نہیں رہے؟ پھر کیا شیعہ حضرات کے محولہ بالا خیالات و افکار سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ مخلوط انتخاب کی تجویز کا مدعا اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ شیعہ حضرات ہندوؤں اور دوسری قوموں کے ساتھ ملکر غیر شیعہ مسلمانوں کو شکست دیں؟ بنارس کے جن اہلحدیث حضرات نے ۱۹۳۳ء میں وزیر ہند کے پاس مخلوط انتخاب کے لئے یادداشت بھیجی تھی۔ انہوں نے تو صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا۔ کہ حنفی اکثریت انہیں ووٹ نہیں دیتی۔ لہٰذا اب انکے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ ہندوؤں کے ووٹ حاصل کر کے کونسل میں جائیں۔ یہ ساری مصیبتیں فرقہ پرستی۔ فرقہ بندی اور تحزب کی آگ کو ہوا دینے سے پیدا ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ جو اسلام کے نام پر مسلمانوں میں یہ فتنہ برپا کر رہے ہیں۔ اور ان پر داخلی جنگ کے دروازے کھول رہے ہیں ہم شیعہ بھائیوں کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ انہیں اختلافی مسائل کو نظرانداز کر کے مشترک معاملات پر توجہات مبذول رکھنی چاہئیں۔ اور مسلمانوں میں داخلی جنگ شروع نہیں کرنی چاہئے۔ جس سے مسلمانوں کو لازماً نقصان پہنچیگا۔ اور اس نقصان میں شیعہ بھی شریک ہونگے۔ غیر شیعہ مسلمان شیعوں کے ساتھ بعض اعتقادی امور میں اختلاف کے باوجود دوسری اقوام سے بڑھکر ان کے بھائی ہمدرد اور رفیق ہیں۔ بے شک مولانا مظہر علی صاحب انتخاب بلدیہ لاہور میں ناکام ہوئے۔ لیکن اس ناکامی کی بنا شیعیت نہ تھی۔ اگر شیعیت ہوتی تو کونسل کے انتخاب میں وہ کیوں کامیاب ہوتے؟ کیا ہمارے دعوے اتحاد اسلامی کا یہ قاطع ثبوت نہیں ہے۔ کہ ہم نے مولانا مظہر علی کی امیدواری کونسل کی زیادہ سے زیادہ حمایت کی تھی۔ حالانکہ ہم شیعہ نہ تھے؟ سنی مسلمانوں سے ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ خدا کیلئے وہ بھی اپنی روش بدلیں۔ کسی کے مذہب پر دل آزار تعریضات اسلام و مسلمین کو فائدہ نہیں پہونچا سکتیں۔ نقصان ہی پہنچائیں گی۔ ہم شیعہ بھائیوں سے دردمندی کے ساتھ اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اجنبیت کے خیالات کو دل سے نکال ڈالیں۔ ہماری ہر قوت انکی ہر جائز خدمت کے لئے غیر مشروط طریق پر حاضر ہے۔ اغیار کے ہاتھ میں آلۂ کار بنکر شیعہ حضرات کسی مقصد تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

(انقلاب ۳۰ جنوری)

کانگرس اور ہندوستان کا مستقبل

(۲)

ایک غیر مسلم ایم۔ اے کے قلم سے

میں اس سے پیشتر اس امر کی اشد ضرورت ظاہر کر چکا ہوں۔ کہ کانگرس کو موجودہ وقت میں ملک کے روبرو کوئی تعمیری نظام عمل پیش کرنا چاہیئے۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ کانگرس اس وقت کامل ذہنی انتشار کی حالت میں ہے۔ اور وہ مختلف قسم کی الجھنوں اور شکوک میں اس حد تک مبتلا ہے کہ اسے اپنے سامنے کوئی خاص مقصد یا مسلک نظر نہیں آتا لیکن کانگرس سیاسیات پر میرا تبصرہ ناقص رہ جائیگا۔ اگر میں اس نام نہاد تعمیری پروگرام پر نظر نہ ڈالوں۔ جو بابو راجندر پرشاد نے بحیثیت صدر کانگرس ملک کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور جو کانگرس کی موجودہ سیاسی معاشرتی سرگرمیوں پر مشتمل ہے۔

اس پروگرام کی سب سے پہلی شق کھدر کی پیداوار پر مبنی ہے۔ جو ایک عجیب و غریب طریق سے کانگرسیوں کا طغرائے امتیاز بن چکا ہے۔ کھادی سکیم کا دور ختم ہو چکا ہے اس نے ایک کافی مدت تک لوگوں کی توجہ کو اس امر پر مرکوز رکھا ہے۔ کہ حصول سوراج کا ایک یہ نہایت سہل طریقہ ہے۔ لیکن اس تحریک کی تہ میں جو اصول کام کر رہا تھا۔ اس کا تار و پود بکھر چکا ہے۔ اور پنڈت جواہر لال تک کو حال ہی میں انگلستان میں یہ کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔ کہ موجودہ زمانہ میں جبکہ دنیا بھر کے ممالک ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ اس قسم کی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس دلیل کے علاوہ کھادی کی تحریک کے خلاف اور بھی معقول دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ ان خبطیوں کے سوائے جن کے نزدیک گاندھی کا لفظ وحی آسمانی سے کم نہیں۔ کوئی بھی کھادی کو زیادہ اہمیت دینے کو تیار نہیں تھا اس میں صرف ناجائز نفع بازوں نے دلچسپی لی جنہوں نے کانگرس کے عروج کے زمانہ میں موقع سے خوب فائدہ اٹھایا۔ چونکہ یہ بھی فیشن میں داخل ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ اس سے کیوں فائدہ نہ اٹھاتے۔ کیا ہوا اگر دیسی کھدر مانگ کے مطابق مہیا نہ ہو سکا۔ یہ کسر جاپان نے نمونہ کے مطابق کثیر مقدار میں کھدر بھیج کر پوری کر دی۔ اس طرح فیشن تو پورا ہو گیا۔ مگر کس قدر عظیم الشان قیمت اس کے لئے دینی پڑی! کھادی کے جن کارخانوں نے ابھی ابھی کام شروع کیا تھا۔ اور جو ابھی اپنے قدم بھی مضبوطی سے نہیں جمانے پائے تھے۔ بیکار ہو گئے۔ اور کھدر کی صنعت کو ایسا دھکا لگا۔ کہ جس کے اثرات سے وہ مدت العمر نہیں نکل سکیگا۔ راجن بابو کس قدر بہادر اور دلیر آدمی ہیں۔ کہ ان سب باتوں کے باوجود ابھی تک کھدر پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اور حقیقت سے دوچار ہونا نہیں چاہتے

اب ہم چھوت چھات کی شق پر غور کریں گے بڑے بڑے غافل اور سیانے چھوت چھات کے اڑا دینے کے خواب دیکھتے رہے ہیں لیکن ذات پات کی پابندیوں نے ان کا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہونے دیا۔ ہندو قوم کی کثیر تعداد پر اس تحریک کا ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوا۔ ذات پات کا مضبوط جال بدستور پھیلا ہوا ہے۔ اور خود ریفارمروں کی اولاد بھی اس سے اپنا دامن نہیں بچا سکی۔ ظاہر ہے کہ ترغیب و تحریص ہی ایسے معاملات میں کارآمد ہو سکتی ہے۔ لیکن مہاتما گاندھی ایک اور حربہ لے کر میدان میں نکلے یعنی موت کا برت دھارن کرنے کا عہد کیا۔ کچھ شک نہیں کہ اس کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوا۔ لیکن وہ بہت جلد فرو ہو گیا۔ اور یہ تحریک بھی عدم رسیدہ ہو گئی کانگرس کو اپنی بے بسی کا اب احساس ہونے لگا ہے اور اس کو ماننا پڑا ہے کہ راسخ العقیدہ ہندو اس بات میں مہاتما گاندھی اور کانگرس کے طریق عمل کو اپنے مذہب کے بنیادی اصول پر ایک صریح حملہ خیال کرتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک ورن آشرم ان کے مذہب کا اصل الاصول ہے۔ (جس کو مہاتما گاندھی نے اپنے مطلب کے موافق استعمال کرنے کی کوشش تو کی۔ مگر اس کی تردید کبھی نہیں کی۔) اور اگر وہی جاتا رہا۔ تو ان کا مذہب نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس امر کو کتنا ہی برا خیال کیا جائے۔ تاہم یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ راسخ العقیدہ ہندوؤں کی زبردست رائے عامہ کو نہ تو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ یہ کہہ کر ٹالا جا سکتا ہے۔ کہ وہ عہد حاضرہ کے رجحانات کے خلاف ہے۔ میں کانگرس کی چھوت چھات کی تحریک سے کامل طور پر متفق ہوں۔ مجھے اختلاف ان بے کار اور فضول طریقوں سے ہے۔ جو وہ اب تک اختیار کرتی رہی ہے۔ کیا ان طریقوں سے کوئی خاص نتیجہ برآمد ہوا۔ اگر کانگرس فی الواقعہ کچھ کرنا چاہتی ہے تو اس کا فرض ہے۔ کہ وہ نہ صرف عقل و دلیل و احساس سے پورا پورا کام لے۔ بلکہ کامل احتیاط۔ ہوشمندی خوشی۔ تدبیری اور حسن نیت کا ثبوت دے۔ اہل کانگرس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کام رشیوں۔ منیوں اور اوتاروں سے نہ ہوا۔ وہ اس کو عاجلانہ اور غیر محتاط طریقوں سے سرانجام نہیں دے سکتی۔

پروگرام کی دیگر شقوں پر تو بعد میں گفتگو کی جائے گی۔ سردست میں کسانوں کی تنظیم اور اصلاح دیہات کی کانگرسی تجاویز کے متعلق کچھ عرض کرونگا ہم پوچھتے ہیں۔ کہ آخر اہل دیہات کی فلاح کے ساتھ کانگرس کا کیا واسطہ ہے؟ کیا کانگرسی لیڈر اور دیگر کانگرسی اصحاب ازراہ عنایت یہ بتانے کی تکلیف گوارا کریں گے۔ کہ اہل دیہات کی ترقی و بہبود کے لئے انہوں نے اب تک کیا نمایاں کام کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے۔ کہ کانگرس کے اس التفات کی تہ میں محض یہ غرض مخفی ہے۔ کہ اہل دیہات کانگرس کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ شہریوں پر اس کی توجہات کا رخ یک قلم بدل گیا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ کانگرس بجائے کسانوں کو اپنی اس جدوجہد میں اپنا آلہ کار بنانا چاہتی ہے۔ جو وہ سیاسی قوت کی کامل اور آزادانہ اجارہ داری کے لئے عمل میں لانے کا ارادہ کر چکی ہے اس کا سب سے بڑا مقصد آج یہ ہے کہ ملک میں بدامنی پیدا کر دی جائے۔ اور کانگرسی رہنما اپنے دل میں یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ وہ سادہ لوح کاشتکاروں کے احساسات سے جن پر زرعی کساد بازاری کی سخت زد پڑ چکی ہے۔ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن ان کی توقعات موہوم ثابت ہوں گی۔ کانگرسی اس بات کو بھول گئے ہیں کہ کسان کتنا ہی سادہ عقل واقع ہوا ہو۔ یا اپنے آپ کو سادہ لوح ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہو۔ وہ اپنے طریق پر بہت ہی تیز فہم واقع ہوا ہے۔ وہ وقت پڑنے پر اپنا نفع نقصان بخوبی سوچ سکتا ہے۔ اس کو خوب معلوم ہے کہ کانگرس جس نظام کو پلٹ دینے کی کوشش کرتی رہی ہے وہ ہندوستانی کسان کی حالت کے بہتر بنانے میں ہمیشہ مصروف منہمک رہا ہے۔ اس نظام نے قحط سالی کے روکنے اور کسانوں کو قوت لا یموت بہم پہنچانے کے لئے نہروں اور ریلوں کا ملک میں جال پھیلا دیا ہے۔ اس نے ان کے لئے امداد باہمی کے بنک کھول دئے ہیں۔ تاکہ وہ ساہوکاروں کی گرفت سے چھٹکارا پائیں۔ اور ان کے لئے زراعتی تعلیم کا بندوبست کیا ہے۔ تاکہ وہ اپنی فصلوں اور اپنے مواشی کو بہتر بنا سکیں کسان کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ اس کو یہ چیزیں بغیر مانگے ملی ہیں۔ جس نظام نے اس کو یہ سب کچھ دیا ہے۔ اس کی امانت و دیانت میں اس کو کامل یقین ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ سب کچھ اسے ایسے وقت میں دیا گیا ہے جبکہ وہ بے یار و مددگار تھا۔ اور آواز تک نکالنی نہیں جانتا تھا۔ اور سیاست اور ریاست والوں سے بے پرواہ محنت و مشقت میں دبا ہوا تھا۔ کانگرسیوں کو اس حقیقت سے کون آگاہ کرے۔ کہ وہ شخص جو کھیتوں میں ہل چلاتا ہے۔ اس کے صبر و قناعت کو خراب کرنے کے لئے۔ جو کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے باوجود اس کی ذہنیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

گذشتہ تحریک سول نافرمانی کا سبق بھی اب تک نہیں بھولا۔ اس کو معلوم ہے۔ کہ کانگرس تحریک نے نہ صرف اس کے لئے مشکلات پیدا کی ہیں۔ بلکہ ان میں اضافہ بھی کیا ہے۔ اور یہ مقصد غیر ملکی اشیا کے بائیکاٹ کی تحریک سے حاصل کیا گیا ہے۔ کانگرس نے اپنی تحریک کو خیرباد کہہ کر کسان پر یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ جب تک مختلف ملکوں کے مابین آزادی سے تجارتی لین دین نہیں ہوگا۔ کسانوں کی مشکلات دور نہیں ہوں گی۔ کیا ان واقعات کی موجودگی میں کانگرس یہ توقع لئے بیٹھی رہے گی۔ کہ کاہل اور ان پڑھ کسانوں کو وہ آسانی سے اپنا آلہ کار بنا سکتی ہے۔ یہ ایک موہوم امید ہے۔ اور اس میں اس کو یقیناً سخت مایوسی ہوگی۔

نوٹس زیر دفعہ ۱۲ مطابق قاعدہ نمبر ۱۰
ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بحکم رائے صاحب لالہ شو شنکر صاحب بہادر
چیئرمین مصالحتی بورڈ گڑھ شنکر

بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ردلیا ولد روڈا ذات گوجر ساکن موضع مجوٹ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور نے درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور دی ہے۔ اور بورڈ نے ۲۴ ۲/۳۶ تاریخ بمقام گڑھ شنکر برائے سماعت درخواست مذکور مقرر کی ہے۔
تمام قرض خواہان مقروض مذکور یا دیگر اشخاص واسطہ دار کو چاہئے۔ کہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتًا حاضر ہوں
مورخہ ۳ ۲/۳۶
دستخط (مُہر عدالت)

نوٹس زیر دفعہ ۱۲ مطابق قاعدہ نمبر ۱۰
ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بحکم رائے صاحب لالہ شو شنکر صاحب بہادر
چیئرمین مصالحتی بورڈ گڑھ شنکر

بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ سیدا ولد بسو۔ ابراہیم ولد سیدا۔ ذات جٹ ساکن موضع سارو وال عرف دلیل پور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور نے درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور دی ہے۔ اور بورڈ نے ۱۹ ۲/۳۶ تاریخ بمقام گڑھ شنکر برائے سماعت درخواست مذکور مقرر کی ہے
تمام قرض خواہان مقروض مذکور یا دیگر اشخاص واسطہ دار کو چاہئے۔ کہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتًا حاضر ہوں۔
مورخہ ۲۵ ۱/۳۶
دستخط (مُہر عدالت)

نوٹس زیر دفعہ ۱۲ مطابق قاعدہ نمبر ۱۰
ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بحکم رائے صاحب لالہ شو شنکر صاحب بہادر
چیئرمین مصالحتی بورڈ گڑھ شنکر

بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ نتھو ولد حاکو ذات جٹ ساکن موضع بھجلاں تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور نے درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور دی ہے اور بورڈ نے ۲۴ ۲/۳۶ تاریخ بمقام گڑھ شنکر برائے سماعت درخواست مذکور مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مقروض مذکور یا دیگر اشخاص واسطہ دار کو چاہئے۔ کہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتًا حاضر ہوں۔ مورخہ ۲۴ ۱/۳۶
دستخط (مُہر عدالت)

نوٹس زیر دفعہ ۱۲ مطابق قاعدہ نمبر ۱۰
ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بحکم رائے صاحب لالہ شو شنکر صاحب بہادر
چیئرمین مصالحتی بورڈ گڑھ شنکر

بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ غلام حسین نابالغ ولد خان محمد ذات جٹ ساکن سارو وال تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور نے بولایت مسماۃ نتو والدہ خود درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور دی ہے۔ اور بورڈ نے ۲۴ ۲/۳۶ تاریخ بمقام گڑھ شنکر برائے سماعت درخواست مذکور مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مقروض مذکور یا دیگر اشخاص واسطہ دار کو چاہئے۔ کہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتًا حاضر ہوں۔ مورخہ ۲۵ ۱/۳۶
دستخط (مُہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

دہلی ۹ فروری۔ گذشتہ شب چاوڑی بازار دہلی میں پٹھانوں کی دو جماعتوں میں زبردست فساد ہو گیا۔ جس میں چاقوؤں۔ کلہاڑیوں اور لاٹھیوں کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ ایک پٹھان ہلاک اور تین شدید طور پر مجروح ہوئے۔

نئی دہلی ۹ فروری۔ چھ کے مقابلہ میں آٹھ آراء سے اسمبلی کی سٹینڈنگ فائینینس کمیٹی نے انڈین نیشنل ائیرویز کو گرانٹ دینے کے متعلق حکومت کی تجاویز کو مسترد کر دیا۔ محکمہ اطلاعات کو وسیع کرنے کے لئے رقم بھی نامنظور ہوئی۔

لنڈن ۹ فروری۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے لوزان جانے سے پہلے رائٹر کو بیان دیتے ہوئے کہا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان دو بڑی قوتوں ملوکیت پرستی اور قوم پرستی میں تقسیم ہو گیا ہے۔

لکھنؤ ۹ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ لکھنؤ میں کانگرس کی جلسہ گاہ میں پانی اور صفائی وغیرہ کے لئے اخراجات کے متعلق بلدیہ اور کمشنر کے درمیان جھگڑے کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ گذشتہ اجلاس بلدیہ کا فیصلہ کو کمشنر کی نامنظوری کے باوجود سابقہ قرار داد پر قائم رہنا چاہیئے حکام پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔

کلکتہ ۹ فروری۔ بلدیہ کلکتہ نے مسلمان ارکان کے استعفیٰ کے مسئلہ پر غور کرنا بغیر کسی تاریخ کے تعیین کے ملتوی کر دیا ہے۔ اور صورت حالات کا کوئی قابل قبول حل سوچنے کی طرف آمادگی ظاہر نہیں کی۔

لنڈن ۹ فروری۔ یارک شائر کے نزدیک ایک گاؤں میں ایک مکان کی کھدائی کرنے سے ایک انسانی جسم کا ڈھانچہ برآمد ہوا ہے۔ جو چار ہزار برس بیشتر کا بیان کیا جاتا ہے اُسے عجائب خانہ میں رکھا گیا ہے۔

بمبئی ۹ فروری۔ بمبئی میں مسلم پارلیمنٹری بورڈ بنانے کی تجویز ہو رہی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ مجالس وضع قوانین کے لئے امیدواروں کا انتخاب پہلے ہی کر لیا جایا کرے گا تاکہ انتخابات میں کسی قسم کی بدمزگی نہ پیدا ہو۔ معلوم ہوا ہے۔ مسٹر جناح نے بھی اس تحریک کو منظور کر لیا ہے۔

بیروت ۹ فروری۔ شام میں فسادات کے نتیجہ میں ہلاک شدگان کی تعداد کا صحیح اندازہ مظہر ہے۔ کہ مظاہرین میں سے دس ہلاک ہوئے۔

کلکتہ ۹ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ نواب ڈھاکہ نے کونسل اوف سٹیٹ سے استعفیٰ اس بنا پر دیا ہے۔ کہ موجودہ سیاسی حالات میں ان کی بنگال میں موجودگی اشد ضروری ہے۔

میرٹھ ۹ فروری۔ میرٹھ کے قریب بہت سی جھونپڑیوں کو آگ لگ گئی۔ تمام جھونپڑیاں جل کر راکھ ہو گئیں۔ ایک سو سے زائد پولیس کے آدمیوں نے مشکل سے آگ کو فرو کیا۔

روما ۹ فروری۔ شمالی محاذ سے اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ اطالوی فوجوں کو بارش سے بچانے کے لئے ابھی سے تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ چنانچہ ان کے لئے پتھر کی عمارتیں تعمیر کی جا رہی ہیں یہ عمارتیں کثیر تعداد انسانوں۔ جانوروں اور خورد و نوش کے ذخیروں کو محفوظ رکھنے کے لئے بنائی جائیں گی۔

کوئٹہ ۹ فروری۔ گذشتہ ہفتہ کوئٹہ سے ۶۴۷،۵۷۲ روپیہ کا مال برآمد کیا گیا جو مالکان کو دیدیا گیا۔ ۱۸۳۱ انسانی لاشیں برآمد کی گئیں اس وقت تک کل ۲۶۰۴ لاشیں برآمد کی جا چکی ہیں۔

کراچی ۹ فروری۔ انڈین مرچنٹس ایسوسی ایشن کراچی نے حکومت ہند سے ڈاک اور تار کے نرخوں میں کمی کا مطالبہ کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ چونکہ محکمہ ڈاک و تار کی گذشتہ رپورٹ امید افزا ہے اس لئے حکومت ہند ۳۷-۱۹۳۶ء کے بجٹ میں ڈاک و تار کے نرخوں میں ۲۵ فیصدی تخفیف کر دے۔

مدراس ۹ فروری۔ آل انڈیا کرکٹ ٹیم کے مقابلہ میں آسٹریلین ٹیم کو ایک اور شکست ہوئی۔ جبکہ مدراس میں ہندوستانی ٹیم نے مخالف ٹیم پر ۳۳ رنز سے فتح حاصل کی۔

نئی دہلی۔ جواہرات کی خفیہ تجارت کو روکنے کے لئے حکومت ہند نے جواہرات پر محصول کو ۲۵ فی صدی (بلحاظ مالیت) سے دس فی صدی کر دیا ہے۔

امرتسر ۸ فروری۔ گیہوں تیار ۲ روپے ۳ آنے۔ نخود تیار ۲ روپے۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۹ آنے اور چاندی دیسی ۵۰ روپے ۱۲ آنے ہے

لاہور ۹ فروری۔ اطلاع مظہر ہے۔ کہ سرکاری فوج کو صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے بلایا گیا۔ جس سے ۳۵ افراد زخمی ہوئے اشتعال انگیز تقریروں سے طلبا بھڑک اٹھے اور انہوں نے سرکاری عمارتوں پر سنگ باری شروع کر دی۔

روما ۹ فروری۔ فسطائی گرانڈ کونسل کے فیصلہ کے پیش نظر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اٹلی اس وقت تک صلح کی تجاویز پر غور نہیں کرے گا۔ جب تک اسے حبشہ میں نمایاں فتح حاصل نہیں ہوتی۔ کونسل نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے۔ کہ اگر تعزیرات کو وسیع اور تیز کیا گیا۔ تو اٹلی بھی جوابی کارروائی کرے گا

نئی دہلی ۹ فروری۔ ایک آنریری مجسٹریٹ نے ایک ملزم کو تین روپے جرمانہ کیا۔ ملزم نے اس کی ادائیگی کے لئے مہلت مانگی۔ مگر جب مجسٹریٹ نے مہلت نہ دی۔ تو اس نے مجسٹریٹ پر جوتا دے مارا جس پر ملزم کو زیر حراست کر لیا گیا۔

پشاور ۹ فروری۔ صوبہ سرحد کی لیجسلیٹو کونسل کی سٹینڈنگ فائینینس کمیٹی نے آئندہ سال کے بجٹ میں براڈ کاسٹنگ کے لئے پچاس ہزار روپے کے اخراجات کی منظوری دیدی ہے۔ معلوم ہوا ہے اگر حکومت ہند نے صوبہ کو اس غرض کے لئے گرانٹ دیدی۔ تو یہ اخراجات برداشت نہ کرنے پڑیں گے۔

بمبئی ۹ فروری۔ بمبئی کے اشتراکیوں اور سوشلسٹوں کے ایک مجمع نے ہر ہٹلر کی تقریر کے خلاف جس میں اس نے ہندوستان کے متعلق ہتک آمیز فقرات استعمال کئے تھے۔ بطور پروٹسٹ جرمن سفارت خانہ کے سامنے مظاہرے کئے۔ اور "ہٹلر مردہ باد" کے نعرے لگائے۔ پولیس نے جلوس کو منتشر کر دیا۔ معلوم ہوا ہے جرمن قونصل نے گورنمنٹ بمبئی کو ان مظاہروں کے خلاف پروٹسٹ کیا ہے۔

لاہور ۹ فروری۔ کل شاہی مسجد میں تقریر کرتے ہوئے چوہدری مولا بخش نے سی آئی ڈی کو چیلنج دیا۔ کہ میں پھر تین دن کے لئے مسجد سے غائب ہو جاؤں گا۔ اگر ان میں طاقت ہے تو مجھے گرفتار کرلے۔ غائب ہونے سے پیشتر میں انہیں ۲۴ گھنٹے کا نوٹس دوں گا۔

قصور کے ایک بازار میں آگ لگ جانے سے کپڑے کی متعدد دوکانیں جل کر خاکستر ہو گئیں نقصان کا اندازہ کئی ہزار روپیہ لگایا جاتا ہے۔

امرتسر ۹ فروری۔ گذشتہ باران کے موقع پر رات کو ہال بازار امرتسر کی ایک دکان پر بجلی گری۔ جس سے بالائی منزل کی چھت پھٹ گئی اور آگ لگ گئی۔ ٹاؤن ہال فائر بریگیڈ نے فوراً موقع پر پہنچ کر آگ کو فرو کیا۔

دہلی ۹ فروری۔ اگرچہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حکومت نے یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ ہوڑہ پل کا ٹھیکہ دیتے وقت اس امر کا خیال رکھے گی کہ ٹھیکہ ایسی فرم کو دیا جائے۔ جس میں ہندوستانی سرمایہ بھی ہو۔ تاہم معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ ٹھیکہ ایک خالص برطانوی فرم کو دیا جائے گا۔

روما ۹ فروری۔ اطالوی جرنیل مارشل بڈوگلیو کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جنوبی محاذ پر اطالوی دستے گنڈرو کی وادی میں پسپا ہونے والے حبشیوں پر چڑھے چلے آرہے ہیں۔

نئی دہلی ۹ فروری لیجسلیٹو اسمبلی میں مسٹر اسے میٹکاف سکرٹری امور خارجہ نے سیٹھ گوبند داس کے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ افغانستان کے سابق امیر محمد یعقوب خاں کو ہندوستان میں نظر بند رکھنے کے لئے گورنمنٹ ہند کا ۶۳ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ انہیں پانچ ہزار روپیہ ماہوار الاؤنس دیا جاتا تھا۔

لنڈن ۹ فروری۔ اخبار مانچسٹر گارڈین رقمطراز ہے۔ کہ کانگرس کے اجلاس لکھنؤ میں سوشلسٹ نمائندوں کی تعداد کل نمائندوں کا چھٹا حصہ ہی ہو گی۔ اس لئے کانگرس کی اکثریت اس فیصلہ کی تائید کرے گی کہ کانگرس کو جدید آئین کے ماتحت عہدے قبول کر لینے چاہئیں۔ کثرت رائے سے طے پا جانا ایک یقینی امر ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو عہدوں کی قبولیت کے سوال سے اگرچہ متفق نہیں۔ تاہم انہیں اکثریت کے فیصلے کے سامنے جھکنا پڑے گا۔

ٹائمز اوف لنڈن رقمطراز ہے کہ ترکی ایران افغانستان اور عراق مستقبل قریب میں ایک عہدنامہ پر دستخط کرنے والے ہیں۔ اس عہدنامہ پر جنیوا میں دستخط ہو چکے ہیں۔ اور عنقریب ان چاروں سلطنتوں کے وزرائے خارجہ بغداد میں اس معاہدہ پر دستخط ثبت کرنے کے لئے جمع ہونگے اس عہدنامہ کی دفعات عہدنامہ بلقان سے بہت زیادہ مناسبت رکھتی ہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی